سوال

(111) بغیر ولی کے نکاح

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا کسی عورت کا نکاح بغیر ولی کے ہوسکتا ہے ایک عورت کی ولیہ اس کی ماں ہے لیکن وہ نکاح کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتی تو کیا اس کی ولایت بہن کر سکتی ہے قرآن و سنت سے وضاحت کریں۔ (سہیل، مری)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورت کے نکاح کے لیئے ولی کا ہونا ضروری ہے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں اگر عورتوں کے درمیان مردوں کا واسطہ نہ ہو تو یہ بات عیاں ہے کہ ہر کام میں بے راہ روی اور عریانی وفحاشی کا خطرہ ہے۔ مغرب زدہ افراد کی حالت یہ ہے کہ ان کے ہاں مردوزند کا اختلاط، کھلے عام ملاقاتیں اور دیگر کئی برائیاں پائی جاتی ہیں اور اسی اختلاط وغیرہ کے باعث لڑکی اور لڑکا گھر سے فرار اختیار کر جاتے ہیں جبکہ لڑکی والوں کے گھر خبر بھی نہیں ہوتی اور وہ عدالت کی طرف رجوع کر کے نکاح کر لیتے ہیں اور جو عورت اس طرح کھلے عام اپنا نکاھ خود جا کر کرتی ہے اور اس میں ولی کی اجازت شامل نہیں ہوتی تو اس کا نکاح درست نہیں ہوتا بلکہ یہ اس کے زانیہ ہونے کی علامت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ...۲۳۲... البقرة

''اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو، جب وہ آپس میں اچھی طرح راضی ہوں۔'' (بقرہ: ۲۳۲)

اسی آیت کا شان نزول ہے کہ سیدنا معقل بن یسار کی بہن کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی حتیٰ کہ عدت گزرنے گئی رجوع کا موقع نہ رہا اور وہ عدت کے گزرنے کے بعد آپس میں راضی ہوگئے اور دوبارہ نکاح کرنا چاہتے تھے تو معقل بن یسار جو اپنی بہن کے ولی تھے انہوں نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم ان کو نکاح سے نہ روکو۔ بخاری ۹۰۸، ۱۹/۱۱، ترمذی ۷۶/۴، ابوداؤد ۱۹۲/۲، طیالسی ۳۵/۱، دار قطنی ۲۲۳/۳، حاکم ۱۷۴/۲، ابن جریر ۴۴۸/۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کا نکاح ولی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس لیئے فرمایا (فلا تعضلوھن) امام ابو بکر ابن العربی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فنھی اللہ تعالیٰ أولیاء المرأة من منعھا عن نکاح من ترضاہ دلیل قاطع علی أن المرأة لا حق لھا فی مباشرة النکاح وإنما ھو حق الولی خلافا لأبی حنفیہ ولولا ذالک لما نھا اللہ عن منعھا"

''اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ولیوں کو اس بات سے روکا ہے کہ جس کے ساتھ وہ برضا ورغبت نکاح کرنا چاہتی ہیں، انہیں منع نہ کرو، یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ عورت کے

کھلے بندوں نکاح کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ یہ حق صرف ولی کا ہے امام ابو حنیفہ کا مذہب اس کے خلاف ہے اگر یہ حق ولی کا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ انہیں منع کرنے سے نہ روکتا ۔'' (احکام القرآن ۱/۲۰۱)

وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا... ۲۲۱ ... البقرۃ

''اور اپنی عورتوں کو مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں''

مولانا عبد الماجد دریا بادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ماجدی ص ۸۹ حاشیہ ۸۱۸ پر رقمطراز ہیں : (لا تنکحو) خطاب مردوں سے ہے کہ تم اپنی عورتوں کو کافروں کے نکاح میں نہ دو۔ حکم خود عورتوں کو براہِ راست نہیں مل رہا کہ تم کافروں کے نکاح میں نہ جاؤ۔ یہ طرزِ خطاب بہت پُر معنی ہے ۔ صاف اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مسلمان عورتوں کا نکاح مردوں کے واسطہ سے ہونا چاہیے ۔

امام ابو بکر ابنِ العربی (احکام القرآن ۱/۱۵۸) پر رقمطراز ہیں :

"قال محمد بن علی بن حسین : النکاح بولی فی کتاب اللہ تعالی ثم قرأ (ولا تنکحوا المشرکین) وہی مسئلۃ بدیعۃ ودلالۃ صحیحۃ"

''امام محمد بن علی بن حسین نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب کی رو سے نکاح بذریعہ ولی ہے پھر (ولا تنکحوا المشرکین) والی آیت تلاوت کی''۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ولی کے بغیر نکاح نہیں''۔

(ابو داؤد مع عون ۱۰۱/ ۲، ترمذی ۲۲۶/ ۴، ابنِ ماجہ ۵۸۰/ ۱، دارمی ۶۱/ ۲، احمد ۴۱۳، ۳۹۴/ ۴، دار قطنی ۳/ ۲۱۸، بیہقی ۱۰۷/ ۷، شرح السنۃ المنتقٰی لابن جارود (۷۰۴، ۷۰۳، ۷۰۲، ۷۰۱)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(أیما امرأۃ تزوجت بغیر إذن ولیہا فنکاحہا باطل فإن دخل بہا فلہا المہر بم استحل من فرجہا وإن اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی لہ .))

''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، اس کا نکاح باطل ہے ، اگر اس مرد نے اس عورت کے ساتھ دخول کیا تو اس عورت کے لئے حق مہر ہے ، اس وجہ سے جو اس مرد نے اس کی فرج کو حلال سمجھا اور اگر عورت کی ولایت میں اختلاف کریں تو حاکم اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں''۔

یہ حدیث المنتقٰی لابن جارود (۷۰۰) ۳۸/ ۱، ابو دائو مع عون ۹۸/ ۶، ترمذی ۹۸/ ۴، ابنِ ماجہ ۲۶/ ۲، ۵۸۰/ ۱، مسند احمد ۱۶۵، ۲۶/ ۲، حمیدی ۱۱۳، ۱۲/ ۱، ابنِ حبان (۱۲۴۸) دار قطنی ۲۲۱/ ۳، حاکم ۱۶۸/ ۲، بیہقی ۱۰۵/ ۷، شرح السنہ ۳۹/ ۲، شافعی ۱۱/ ۲، طیالسی (۱۴۶۳) میں موجود ہے ۔

علاوہ ازیں یہ روایت اور اس کی ہم معنی روایات بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن کی تعداد تیس (۳۰) تک پہنچ گئی ہے ۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی تلخیص الحبیر ص ۲۹۵ اور امام شوکانی نیل الاوطار ۳۶ پر رقمطراز ہیں :

((قال الحاکم وقد صحت الروایۃ فیہ عن أزواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ وام سلمۃ وزینب بنت جحش ثم سرد ثلاثین صحابیا وقد جمع الدمیاطی طرقہ من المتأخرین .))

''امام حاکم فرماتے ہیں ازواج مطہرات سیدہ عائشہ ، سیدہ اُم سلیم ، سیدہ زینب رضی اللہ عنہن سے روایت صحیح ثابت ہے یہاں تک کہ ۳۰ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام ذکر کئے اور متاخرین میں سے امام دمیاطی نے اس حدیث کے تمام طرق ذکر کئے ہیں ۔

امام قاضی شوکانی ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں کہ سیدنا علی ، سیدنا عمر ، سیدنا ابنِ عباس ، سیدنا عبداللہ بن عمر ، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا ، حسن بصری ، سعید بن مسیب ، ابن شبرمہ ، ابن ابی لیلیٰ ، امام احمد ، امام اسحق بن راہویہ ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ۔

امام ابنِ منذر نے فرمایا کسی صحابہ سے اس کا خلاف ثابت نہیں (نیل الاوطار ١٣٦٦) ۔ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عورت کے نکاح کے لئے ولی کا ہونا لازمی ہے اور ولایت کا حق صرف مردوں کو ہے ۔

مذکورہ سوال میں ماں کے علاوہ ولی بنانے کے لئے بہن کا ذکر کیا گیا ہے وہ اخراجات برداشت کر سکتی ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ بہن بھی عورت ہے اس لئے ولایت کا حق وہ بھی نہیں رکھتی ۔ رہا اخراجات کا معاملہ تو یہ دورِ حاضر کی رسومات ہیں ورنہ اسلام کے اندر جہیز وغیرہ کے لئے لڑکی والوں پر کوئی پابندی نہیں ، اسلامی طریقہ کی رو سے نکاح کے لئے اخراجات مرد کے ذمہ آتے ہیں جیسا کہ حق مہر اور ولیمہ وغیرہ کے اخراجات اور نکاح کے بعد عورت کے اخراجات کی ذمہ داری اس مرد پر ہوتی ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے ۔ والدین کو اس معاملہ میں کسی مالی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ۔ اس لئے دورِ حاضر کی رسومات اور ہندووانہ طرزِ عمل سے ہٹ کر اگر اسلامی طریقہ کے مطابق نکاح کریں تو کسی مالی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ۔ بہر صورت عورت کا نکاح ولی کے بغیر جائز نہیں ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[آپ کے مسائل اور ان کا حل]

ج1

محدث فتویٰ